بیاد

اعلیٰ حضرت امیر ملت حضرت شاہ محدث علی پوری
الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی قدس سرہٗ

زیر سرپرستی: پیر طریقت رہبر شریعت زینت الاولیاء حضرت الحاج
الحافظ القاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب
دامت برکاتہم العالیہ زیب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور ناروول

مسائلِ قربانی

مؤلف

حافظ ذوالفقار علی دستگیری ایم۔اے اسلامیات

ناشر امیرِ ملت علماء بورڈ، دارالعلوم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن
بازار پاپڑ منڈی اندرون شاہ عالم مارکیٹ لاہور

مہتمم ادارہ

حافظ القاری خواجہ دین نقشبندی جماعتی الوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی کے مسائل و فضائل

قربانی کی اہمیت۔ قربانی اسلام کے آفاقی اصول اور حکیمانہ شعائر کے مقدس سلسلے کی زریں اور معنی خیز کڑی ہے جسے اسلام میں بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اور توحید الٰہی کے جاننے والوں پر لازمی ہے کہ وہ ہر سال اس سنتِ ابراہیمی کو بڑی سرگرمی سے منائیں۔ اس طریقہ کو زندہ رکھیں اور اس وفا کو پورا کرنے کے لیے یاد تازہ کرسکیں۔

تاریخ قربانی

آج سے ہزاروں سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے اور رسول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کا حکم بجالاتے ہوئے مقام منیٰ (مکہ مکرمہ) میں اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لیے پیش کر کے اطاعت وفا کا وہ نقشہ پیش کیا۔ جس کی مثال تاریخ انسانیت میں کہیں نہیں ملتی قربانی و ایثار کے اس جذبہ کو بارگاہ خداوندی میں اتنا شرفِ قبولیت عطا ہوا۔ کہ تا قیامت اس سنتِ ابراہیمی کو برقرار رکھ کر امتِ مسلمہ کو جانوروں کی قربانی کا حکم دیا گیا۔ حضرت ارقم بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

لہٰذا اسلامی سال کے آخری مہینے (ذی الحجہ) کی دس گیارہ اور بارہ تاریخ کو محبوب حقیقی کی رضا کے لیے عہد محبت و وفا کی یادگار کے طور پر یہ حکم جاری ہوا اور پھر تمام زندگی کے لیے اور تاقیامت اس پرکاربند رہنے کا حکم دیا گیا۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں جو دس سال مدینہ منورہ میں گذارے ان میں پابندی کے ساتھ ہر سال قربانی دی۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ قَامَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ۔

عشر سنین یضحی

حضور محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی پر ہی اکتفا نہ فرمایا کہ اپنی حیات طیبہ میں ہی قربانی دیتے رہے بلکہ اس غیر معمولی اہمیت اور دلی لگاؤ کو واضح کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی قربانی کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس میں کوتاہی نہ ہونے دیں۔ چنانچہ جناب علیؓ نے اس سلسلہ کو اس طرح جاری رکھا کہ اس معمول میں فرق نہ آنے دیا۔

چنانچہ روایت ہے۔ عن حنش رضی اللہ عنہ قال رأیت علیاً یضحی بکبشین فقلت لہٗ ما ھذا؟ فقال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوصانی ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ

قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں قربانی کا خون بہانے سے زیادہ قبول عمل کوئی نہیں قیامت کے روز قربانی کے بال وناخن اور سینگ

تک اس کے نامہ اعمال میں ہوں گے قربانی کا خون بہنے سے پہلے ہی (اگر خلوصِ نیّت سے ہو تو) بارہ رب العزت میں قبولیت حاصل کر لیتا ہے بعض لوگوں کے ہاں قربانی کی کوئی اہمیت نہیں مگر اس روز اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ روپیہ پیسہ بہت قبول ہوتا ہے۔ جو قربانی پر صرف کیا جائے قربانی کے اجراء و قیام کے سلسلے میں یہ خصوصی ارشادات اس عقیدت کا ٹھوس ثبوت ہیں کہ یہ عمل سطحی نوعیت کا نہیں کہ دل چاہے تو کوئی ادا کر دے اور دل چاہے تو تاویلات کر کے جان چھڑانے کی کوشش کریئے۔ بلکہ اس عمل میں حضور علیہ السلام کی دلچسپی ہمیشگی اور باقاعدگی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی ہمت اندازہ اور طریقہ مخصوص ان بہانوں اور حیلوں سے بدل نہیں سکتا۔

حضور نبی پاکؐ کے ارشادات میں یہ بات خاص اہمیت کی حامل ہے کہ قربانی میں مقصود جانور کا خون بہانا ہے۔ صرف روپیہ پیسہ خیرات کرنا نہیں کیونکہ خیرات وصدقات کو ایک مسلمان بارہ مہینے کرتا رہتا ہے مگر قربانی کا عمل ان تین دنوں کے لیے مخصوص ہے۔ اسی لیے قربانی کا ثواب اس کے لیے ہے جو جانور قربان کرے۔

مسائل قربانی

شرعی حیثیت: قربانی ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہو، اور حالت سفر میں نہ ہو۔ جو شخص گھریلو سامان اور ضروریات کی اشیاء کے علاوہ ساڑھے باون تولے یا اس سے زائد چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو وہ صاحبِ نصاب ہے۔ اگرچہ یہ رقم یا چاندی وغیرہ آج ہی

اسے حاصل ہوئی ہے یا پہلے سے اس کے پاس موجود ہے ہاں اگر اس نے قرض دینا ہو اور قرض ادا کرنے کے بعد ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت باقی نہ بچے تو وہ صاحب نصاب نہیں رہے گا۔

قربانی کے جانور

مندرجہ ذیل جانوروں میں سے کسی کی قربانی دی جا سکتی ہے اونٹ اونٹنی، گائے۔ بیل، بھینس اور بھینسا، بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، چھترا
اونٹ اور اونٹنی کی عمر پانچ سال ہونا ضروری ہے۔ گائے بھینس وغیرہ دو سال۔

جبکہ بکری، بھیڑ وغیرہ کے لیے کم از کم ایک سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ کا چھ مہینے کا بچہ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا نظر آتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ افضل قربانی وہ ہے جو باعتبار قیمت اعلیٰ اور خوب موٹی ہو۔

جانور بے عیب ہو

قربانی ایک عبادت ہے لہٰذا قربانی کا جانور موٹا تازہ اور بے عیب ہونا چاہیئے اگر معمولی عیب ہو تو قربانی جائز ہو گی۔ ورنہ اس جانور کے عیب دار یا بے عیب ہونے کا تعلق اس کے کان، آنکھ، تھن، سینگ دم اور ٹانگوں وغیرہ سے ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا، چار قسم کے جانور

قربانی کے لیے درست نہیں۔

۱- کانا ۲- بیمار ۳- لنگڑا ۴- کمزور و لاغر

تفصیل درج ذیل ہے۔

- جس جانور کا سینگ مینگ تک یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔
- اتنا پاگل جانور کہ اس نے چرنا چھوڑ دیا ہو۔
- خارشی اور اتنا کمزور جانور کہ اس کی ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو۔
- اندھا جانور، کانا اتنا کانا کہ اس کا کانا پن ظاہر ہو۔
- ایسا لنگڑا جانور جو چل کر قربان گاہ تک نہ جا سکے۔
- وہ بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو۔
- جس کی دم اور چکی تہائی سے زائد کٹے ہوئے ہوں۔
- جس کا ایک یا دونوں کان پیدائشی طور پر نہ ہوں۔
- جس کی تہائی سے زیادہ نظر ختم ہو چکی ہو۔
- جس کے دانت نہ ہوں۔
- جس مادہ جانور کے تھن کاٹ دیے گئے ہوں۔ یا خشک ہو چکے ہوں۔
- جس جانور کا دودھ علاج کے لیے خشک کرایا گیا ہو۔
- وہ جانور جس میں نر اور مادہ دونوں کی علامات پائی جاتی ہوں (خنثیٰ)
- وہ جانور جو صرف غلیظ اور گندی چیزیں کھاتا ہو۔
- وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن کی قربانی جائز نہیں۔
- جانور کو جس وقت خریدا تھا۔ اس وقت اس میں ایسا عیب (جو اوپر بیان ہوئے ہیں) نہ تھا۔ جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے بعد میں وہ عیب پیدا ہو گیا۔ تو اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہے تو

تو دوسرے جانور کی قربانی کرے ۔ اور صاحبِ نصاب نہیں تو اسی جانور کی قربانی کرے ۔

جن جانوروں کی قربانی جائز ہے

- ایسا جانور جس کے سینگ پیدائشی نہ ہوں ۔
- جس کا سینگ مینگ سے کم ٹوٹا ہو ۔
- جو جانور معمولی درجے کا پاگل ہو ۔
- ایسا بوڑھا جانور (مادہ) جو بچے کے قابل نہ رہا ہو ۔
- داغا ہوا جانور ۔
- جس مادہ جانور کا دودھ اترنا بند ہو چکا ہو ۔ موٹا تازہ جانور جب خارشی ہو جائے ۔
- وہ جانور جس کی دم یا چکی تہائی سے کم کٹی ہو ۔
- چھوٹے کانوں والا جانور ۔
- جس جانور کی نظر ایک تہائی یا تہائی سے کم ہو ۔
- ایسی بھیڑ، دنبہ، یا اونٹ جن کی اون کاٹ لی گئی ہو ۔
- خصی جانور ۔
- قربانی کرتے وقت جانور اچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا ۔ تو یہ جانور بھی قربانی کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اسے فوری طور پر پکڑ کر ذبح کر دیا جائے ۔

جانور میں شرکت

اونٹ، اونٹنی، گائے، بھینس وغیرہ کی قربانی میں سات آدمی

شریک ہو سکتے ہیں البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے گا شریک ہونے والے صرف اور صرف عبادت خدا اور رضائے الٰہی کے لیے شریک ہوں۔ اگر خدانخواستہ کسی کا ارادہ صرف گوشت کھانے کا ہو تو باقی چھ کی بھی قربانی نہیں ہو گی۔

اگر عقیقہ کی غرض سے کوئی حصہ ڈالا جائے۔ مثلاً بعض حصے قربانی کے ہوں اور بعض عقیقہ کے تو یہ جائز ہے۔

بکری، بکرا، دنبہ اور بھیڑ وغیرہ کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔

مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ (موٹا تازہ) خوبصورت اور بڑا ہو۔ بکری کی قسم سے جانور قربانی کرنا ہے تو بہتر یہ ہے کہ سینگ والا مینڈھا چت کبرا اور خصی ہو۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت دس ذی الحج یعنی عیدالاضحیٰ کی صبح صادق سے لے کر بارہ ذی الحج کے غروب آفتاب تک ہے۔ یعنی تین دن دو راتیں ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں۔ پہلا دن (دسویں تاریخ) سب سے افضل ہے پھر گیارھواں اور پھر بارھواں دن میں سب سے کم درجہ ہے

اگر شہر میں قربانی کرنا ہو تو شرط یہ ہے کہ نماز عیدالاضحیٰ ادا ہو چکی ہو۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی نہیں ہو گی۔ ایسے دیہات جہاں نماز عید نہ ہوتی ہو وہاں طلوع آفتاب کے ساتھ ہی قربانی کی جا سکتی ہے

رات کو بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر یہ مکروہ ہے لہٰذا دن کو ہی قربانی کرنی چاہیے

ذبح کا طریقہ

قربانی کرنے سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی دیا جائے۔ بھوکا اور پیاسا جانور قربانی نہیں کرنا چاہیے۔ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چھری تیز کر لی جائے۔ ایک جانور دوسرے کے سامنے ذبح نہ کیا جائے ذبح کرتے وقت جانور کو پہلو کے بل اس طرح لٹایا جائے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔ پھر داہناں پاؤں اس کے پہلے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے۔ اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اگر قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ میری طرف سے قربانی قبول فرما۔ جسے تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ اور اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی قبول فرمائی۔

ذبح کرتے وقت یہ خاص خیال رکھا جائے کہ جانور کی چاروں رگیں یا کم از کم تین رگیں ضرور کٹ جائیں اس سے زیادہ نہ کٹیں۔ ذبح کرنے کے بعد

جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ اس کے تمام اعضاء سے روح نہ کھل جائے اس وقت تک اس کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں جائیں اور نہ ہی اس کی کھال اتاری جائے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کی جائے۔ اگر اچھی طرح ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی دوسرے کو حکم دے دے اور ذبح کے وقت اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو۔

گوشت کی تقسیم

اگر قربانی میں سات آدمی شریک ہوں تو تول کر گوشت کے سات حصے کیے جائیں۔ محض اندازے سے گوشت تقسیم نہ کیا جائے پھر ہر آدمی اپنے گوشت کو خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ فقراء کے لیے ایک دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے رکھ لے۔ سارا گوشت گھر میں بھی رکھا جا سکتا ہے اور غرباء میں تقسیم بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ تین حصے کیے جائیں۔

قربانی کی کھال

قربانی کی کھال قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ البتہ قربانی کرنے والا چاہے تو اسے اپنے کام میں لا سکتا ہے مگر اسے بیچ کر اس کے پیسے اپنے تصرف میں نہیں لا سکتا۔ اگر بیچے تو رقم صرف مستحق کو دینا پڑے گی۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھال کسی غریب نادار (بیوہ عورتیں) یا کسی دینی ادارے کو دی جائے اگر بیچ کر (کھال) رقم دے دی جائے تو بھی جائز ہے۔

قربانی کو اہمیت دینے کی وجہ

اکثر مادہ پرست لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ قربانی کے موقعہ پر تین دن یونہی بلاوجہ خون بہایا جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ ظاہری طور پر یہ فعل اچھا دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ اسلام ویسے بھی دین رحمت اور شفقت ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ صدقات وخیرات کو ہی قربانی کا درجہ دے دیا جاتا۔ اس کے جواب کو سمجھنے کے لیے ایک اصولی موضوع کا سمجھنا ضروری ہے اسلام مادہ پرستی کی تعلیم نہیں دیتا کہ انسان محض فنی تعلیم حاصل کرے زندگی میں مشین بنا رہے عیش وعشرت اور غلاظت وخباثت میں بے مقصد زندگی کے چند دن پورے کر کے مر جائے۔ اور روح کو مصیبتوں میں مبتلا چھوڑ جائے۔ بلکہ اُس کا مقصد حیات بھی ہے۔ اور وہ نہایت حسین دلکش اور ارفع واعلیٰ بھی ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنے مالک حقیقی سے محبت کرنا سیکھے اپنی نفسانی خواہشات، فرغوبات اور چاہتوں کو اس کی رضا پر قربان کرنا سیکھے اس کا ہر عمل اس کی محبت و چاہت سے لبریز ہو یہ حکم اسلام نے انسان کو دیکر بے مہار شتر کی مانند نہیں چھوڑ دیا کہ اس کی محبت کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ بلکہ حصول مقصد کے لیے رہنما اصول وضع کیے۔ انسان کی مکمل طور پر رہنمائی فرمائی اور ایسی عمل ہدایات جاری کی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر وہ اس محبت کو پانے کے ڈھنگ سیکھ سکتا ہے

قربانی اس کتاب عشق کا ایک حسین ورق جس میں محبت کی تعلیم و تربیت سے لیکر اسی محبت پر سب کچھ قربان کر دینے اور عزیز ترین متاع کی بازی لگا دینے تک کے طریقے سکھا جاتا ہے۔

محبت الٰہی پر اپنی محبتیں، چاہتیں، رغبتیں قربان کر دینے کی عملی تربیت دینے کے لیے اس کتاب عشق کا بنیادی اور پہلا سبق قربانی ہے چونکہ اسلامی سال کی ابتداء اور انتہا دونوں قربانی سے ہوتی ہیں۔ یہاں مقصود الٰہی ہے۔ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً تاکہ وہ ذات تمہیں آزمائے کہ تم میں سے حسین و اعلیٰ اور عمدہ کام کون کرتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سَمِّنُوا ضَحَایَاکُمْ۔ اپنی قربانی کے جانور خوب پال پوش کر موٹے کرو۔

اس میں حکمت و فلسفہ یہ کار فرما ہے کہ جانور کی خوب نگہداشت و حفاظت کی جائے تاکہ دیکھ بھال کرتے وقت اس سے محبت و دلچسپی پیدا ہو جائے۔ اور انسان اسے اپنی اولاد کی طرح چاہنے لگے اور ذہن میں یہ تصور ہو کہ اسے محبوب کی رضا کے لیے قربان کرنا ہے۔ اس لیے یہ معزز مہمان قابل احترام اور مستحق خدمت ہے اس کی خدمت ذریعہ نجات اور باعثِ سعادت ہے یہ سوچ کر اسے اپنی توجہات کا مرکز بنا لے اور چھری چلاتے وقت اسے محسوس ہو کہ گویا کہ ایک جانور کے گلے کی بجائے اپنے بیٹے کے حلقوم پر چھری چلا رہا ہے سال بھر کی محنت و مشقت اس کے دل میں رحم و محبت کے جذبات انڈیل دے اس کی کیفیت کے باوجود زبان پر کلمہ تاسف اور آنکھوں سے آنسو تک نہ بہے، بلکہ پیکر و صبر و رضا بن کر سب کچھ دیکھے اور زبان پر اُف تک نہ لائے۔

اکثر یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ عاشق لوگ جو قربانی کی غرض و غایت کو سمجھتے ہیں تو وہ جانور کی خدمت مذکورہ بالا فلسفہ کے مطابق کرتے ہیں اور جب قربانی ذبح کرنے کا وقت آتا ہے تو ان کی کیفیت وہی ہوتی ہے

جو ایک عاشق زار کی۔
فریضہ قربانی ایک سالانہ ٹریننگ اور تربیت ہے جس سے بندے میں محبتِ الٰہی اور آشنائی محبوب کا موقعہ ملتا ہے۔ اسے یہ درس ملتا ہے۔ کہ وہ راہِ عشق کا سرگرم عمل چاق و چوبند اور تازہ دم مسافر رہے اور محبوب کے لیے موتوا قبل ان تموتوا۔
(۱) کے مصداق اپنی ہستی کو فنا کرنے کے لیے تیار رہے۔
قربانی کی حکمت اور فلسفہ سمجھ آجانے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی کے دنوں میں صرف قربانی کی قیمت ادا کر دی جائے۔ اب اس مشورے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ مشورہ فضول اور قربانی کی بنیادی حکمتوں اور فلسفہ قربانی سے ناآشنا ہونے کی دلیل ہے۔
کیونکہ محبت کا عملی ثبوت فراہم کرنے کے لیے جتنا مؤثر اور جذباتی عنصر قربانی میں ہے وہ روپے پیسے میں پیدا نہیں ہو سکتا وجہ روپیہ پیسہ خرچ کرتے وقت انسان کے دل پر اتنا زیادہ اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی کلیجے پر چھری چلتی ہے۔
جبکہ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت انسان کا دل اکثر بے قابو ہو جاتا ہے اور بعض عاشق لوگوں کی آنکھیں برسات کی مانند بہنا شروع کر دیتی ہیں
قربانی کی حکمت اور اہمیت کو سمجھنے کے لیے سابقہ شریعتوں میں، حضرت موسیٰ ؑ کی شریعت کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم ؑ کی شریعت میں اطاعت و تقویٰ اور محبت الٰہی کا دم بھرنے کے لیے بڑی سخت شرائط اور کڑی پابندیاں تھیں مثلاً گناہ ہو جانے کے بعد سچے

دل سے توبہ کا ثبوت فراہم کرنے کے لیے جان کی قربانی دینا پڑتی تھی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ : البقرہ۔

بچھڑے کو خدا بنا کر (اے بنی اسرائیل) تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اب تم بارگاہ رب العزت میں توبہ کرو (اس کی صورت یہ ہے کہ) تم اپنے آپ کو قتل کرو"

اگر کپڑے پر گندگی لگ جائے تو دھونے کی بجائے جلانا پڑتا ہے اسی طرح سابقہ امتوں میں جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے گوشت سے نفع بھی نہیں حاصل کیا جا سکتا تھا مگر ان کی قربانی کی قبولیت کی علامت آسمانی بجلی آکر اسے جلا کر بھسم کر دے۔ انسانی خودکشی یا قربانی کا تصور بڑا ہی ہیبت ناک اور لرزا دینے والی صورت ہے کوئی انسان اپنے عزیز ترین رشتہ دار یا پیارے بیٹے کا گلا کاٹنے کے لیے تیار ہو جائے یہ بڑے ہی دل گردے کا کام ہے۔ اگر شریعت محمدیؐ میں محبت خداوندی یا فرمانبرداری واطاعت کا معیار انسانی قربانی ہوتی تو شاید کوئی پورا اتر تا یہ اسلام کا حکیمانہ نظام اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت گنہگار خاص شفقت ورحمت ہے کہ اس دین میں قربانی کی رسم تو رہنے دی تاکہ عاشق زار لوگ روحانی منازل طے کرتے رہیں۔ اور ان کی تربیت پاکیزہ نہج پر ہوتی ہے مگر اسے فطرت کے عین مطابق بنا دیا انسانی بھینٹ کو وحشت ودرندگی قرار دیا۔ انسانی جان لینا تو کجا مثلہ (صورت تک مسخ کرنے) کو حرام قرار دیا۔ اور جانوروں کی قربانی کا حکم دیا تاکہ قربانی

کے وقت انسان ہچکچانے سے بھی محفوظ رہے۔ اور قربانی کے دینی و دنیوی مقاصد بھی حاصل ہو سکیں۔

قربانی کے ضوابط

قربانی کی اسی اہمیت اور اس کے دور رس نتائج و فوائد کے باعث باقاعدہ اس کے آداب و ضوابط مقرر کیے گئے ہیں۔ اور ان اصولوں کی اس درجہ بندی کا حکم دیا گیا ہے اگر کوئی ان سے انحراف کریئے تو قربانی ہی نہیں ہوتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں نادار لوگ رہتے تھے۔ اچھی اور مرغن غذا، ان کے لیے ایک اہم مسئلہ تھی جناب حضرت ابوہریرہؓ کے دل میں ان کے لیے بے پناہ ہمدردی تھی پہلے تو اس کے عملی اظہار کا موقع نہیں ملتا تھا (کیونکہ بعض صحابہ کرام معاشی لحاظ سے خود پسماندہ تھے) مگر عید قربان کے دن ان کو اس ہمدردی کے اظہار کا موقع مل گیا، آپ ان کی حالت زار دیکھ کر برداشت نہ کر سکے۔ لہٰذا نماز عیدالاضحٰی ادا کرنے سے پہلے ہی اپنی بکری ذبح کر کے انہیں بھیج دی تاکہ وہ اپنا پیٹ بھر سکیں۔

حضور محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے نمازِ عید کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهٖ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ
نَرْجِعَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ ....
فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ

فِی شَیْئٍ - (بخاری)

"آج کے دن کا آغاز ہم نماز سے کریں گے پھر واپس جا کر قربانی دین گے جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا جس نے پہلے قربانی کر ڈالی تو وہ قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے اہل و عیال کے لیے تیار کیا ہے"۔

(نوٹ)

مسائل و احکام ابتداء میں گذر چکے ہیں۔

قربانی کی کھالیں

رسید حاصل کر کے دیں

۱۔ جناب سیّد ذوالقرنین شاہ صاحب

۲۔ جناب میاں محمد حفیظ صاحب (داتا الیکٹرک سٹور)

۳۔ جناب میاں محمد ندیم صاحب (داتا الیکٹرک سٹور)

۴۔ جناب چوھدری جمیل صاحب (جنرل سیکرٹری)

۵۔ جناب محمد اقبال (پروپیگنڈہ سیکرٹری)

جامعہ جماعتیہ حیات القرآن نمبر ۲ جامع مسجد سبیل والی